محمدیہ پاکٹ بک

بجواب

احمدیہ پاکٹ بک

مؤلفہ

مولانا محمد عبداللہ معمار امرتسری مرحوم



المکتبۃ السلفیۃ

شیش محل روڈ، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (احزاب پ ۲۲)

محمدیہ پاکٹ بک

مؤلفہ

مولانا محمد عبداللہ صاحب معمار مرحوم امرتسری ۱۳۶۹ھ ۱۹۵۰ء

فاضل مرزائیات

ناشر

المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ، لاہور ۲

سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۴

طابع: حافظ احمد شاکر

مطبع: زاہد بشیر پرنٹرز۔ لاہور

ناشر: المکتبۃ السلفیۃ لاہور

کل صفحات: ۴۵

رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ

اپریل ۱۹۸۹ء



"رفع سے مراد وہ موت ہے جو عزت کے ساتھ ہو۔"

(ازالہ اوہام ص $\frac{591}{246}$ طبع ۱)۔

اور صلیب پر چڑھنے کا واقعہ مرزا صاحب نے بایں الفاظ لکھا ہے:۔

"پھر بعد اس کے مسیح ان (یہود) کے حوالہ کیا گیا۔ تازیانے لگائے گئے۔ گالیاں سننا۔ طمانچہ کھانا۔ ہنسی اور ٹھٹھے میں اڑائے جانا اس نے دیکھا۔ آخر صلیب پر چڑھا دیا۔"

(ازالہ اوہام ص $\frac{380}{156}$ طبع ۱)۔

مگر قرآن مجید نے اس عقیدہ کو لعنتی قرار دے کر مسیح علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا ظاہر کیا ہے۔

دلیل اول } اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَھِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الآیۃ۔

(سورہ آل عمران ع) جب کہا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ میں تجھ کو پورا لینے والا ہوں اور اپنی طرف تجھے اٹھا لینے والا ہوں۔ اور ان یہود سے تجھے پاک کرنے والا ہوں۔ اس آیت میں حضرت عیسیٰ مخاطب ہیں جو روح و جسم دونوں سے مرکب انسان تھے۔ یہ آیت وعدہ ہے مسیحؑ کو زندہ اٹھا لینے کا۔ یہ وعدہ اس وقت دیا گیا تھا جب یہود حضرت مسیحؑ کو قتل کرنے اور صلیب پر چڑھانے کی تدبیر کر کے انہیں پکڑنے آئے۔ وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ۔ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ۔ الآیۃ (حوالہ بالا) چنانچہ مرزا صاحب راقم ہیں:۔

"یہودیوں نے حضرت مسیح (کے لئے قتل و) صلیب کا حیلہ سوچا تھا۔ خدا نے مسیح کو وعدہ دیا کہ میں تجھے بچاؤں گا اور تیرا اپنی طرف رفع کروں گا۔" (اربعین ع ۳ ص ۱۰)۔

آیت قرآن و حکایت مرزا قادیان سے عیاں ہے کہ قتل و صلیب

دونوں سے بچانے کا وعدہ تھا۔ آیت مطہرک یعنی تجھے کفار سے پاک رکھوں گا اس کی مزید تائید کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی صحابی و عم زاد رسول صلعم جن کے حق میں آنحضرت صلعم نے زیادتی علم قرآن کی دعا بھی فرمائی ہے (ازالہ اوہام ص۲۴۷/۱۰۲ طبع ۱/۲) فرماتے ہیں:۔

فَاجْتَمَعَتِ الْيَهُودُ عَلٰى قَتْلِهٖ فَاَخْبَرَهُ اللّٰهُ بِاَنَّهٗ يَرْفَعُهٗ اِلَى السَّمَاءِ وَيُطَهِّرُهٗ مِنْ صُحْبَةِ الْيَهُودِ (نسائی و ابن مردویہ ذکرہ فی السراج المنیر) یعنی جب یہود مسیح کو قتل کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے اسے خبر دی کہ میں تجھے آسمان پر اٹھاؤں گا اور کفار یہود کی صحبت سے پاک رکھوں گا۔

اس جگہ اللہ تعالیٰ نے یہود کی تدبیر سوء کے مقابلہ پر اپنی تدبیر خیر کا ذکر کیا ہے۔ خدا کی یہ مقرر شدہ سنت ہے کہ وہ صاحب کتاب انبیاء کے معاملہ میں کفار کے مکر کو ضرور ہی کفار پر الٹ دیا کرتا ہے۔ اور جلد یا بدیر اسی معاملہ میں اپنے انبیاء کو ان پر غالب رکھتا ہے۔ چنانچہ فرمایا وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ (فاطر ع ۵) یعنی بری تدبیر اس کے کرنے والے پر ہی الٹ پڑتی ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

> خدا کا مکر اس حالت میں کہا جاتا ہے جب ایک شریر آدمی کے لئے اسی کے پوشیدہ منصوبوں کو اس کے سزایاب ہونے کا سبب ٹھہراتا ہے۔ قرآن کی رو سے بھی خدا کا مکر ہے جو مکر کرنے والے کے پاداش میں ظہور میں آتا ہے۔ کافروں نے ایک بد مکر رسول اللہ صلعم کو پھنسنے کے لئے مکہ سے خارج البلد کر دینے کا۔ ناقل)

کیا اور بکہ سے نکال دیا اور خدا نے نیک مکر کی۔ وہ نکالنا اس
رسول کی فتح کا موجب ٹھہرا دیا خدا کے اس قسم کے کام بھی
پائے جاتے ہیں کہ جس گڑھے کو ایک بدذات ایک شریف
کے لئے کھودتا ہے خدا اسی کے ہاتھ سے اسی میں اس کو
ڈال دیتا ہے الخ،، (چشمہ معرفت ص۱۰۹)

اسی طرح حضرت مسیحؑ کے متعلق خدا نے یہود کے مکر کو انہی پر ڈال دینے کا اور مسیحؑ کو بچانے اور زندہ اٹھانے کا وعدہ دیا اس وقت بالفاظ مرزا صاحب:۔

"یہودی اس فکر میں تھے کہ آنجناب کو بذریعہ صلیب قتل کر دیں"
(تریاق القلوب ص۱۵۰ ط۲۵۹/۲ حاشیہ)

والہذا صاف عیاں ہے کہ وعدہ تطہیر وغیرہ بھی اسی وقت کیلئے تھا۔ چنانچہ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ وعدہ کے الفاظ صاف:۔

"دلالت کرتے ہیں کہ وعدہ جلد پورا ہونے والا ہے اور
اس میں کچھ توقف نہیں" (آئینہ کمالات ص۴۶ ط۲)

پس اگر اس جگہ توفی کے معنی موت اور رفع الی اللہ و بلندی درجات کئے جاویں تو معاذ اللہ یہود کا مکر کامیاب اور خدا کی تدبیر ناکام اور کفار سے سراسر تطہیر غلط و باطل اور وعدہ الٰہی کذب و دروغ ٹھہرتا ہے چونکہ ایسا نہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ یہاں لفظ توفی کے معنی یہی ہو سکتے ہیں
اَلتَّوَفِّیْ اَخْذُ الشَّیْءِ وَافِیًا (تفسیر بیضاوی زیر آیت فلما توفیتنی) یعنی توفی کے معنی ہیں کسی چیز کو پورا لینے کے ایسے ہی محاورہ عرب ہے توفیت منہ دراہمی میں نے اس سے اپنے درہم پورے لے لئے (تفسیر کبیر جلد ۲ ص۴۸۱) چنانچہ مرزا صاحب نے بھی الہام متوفیک کے اسی کے قریب معنی کئے ہیں:۔

"میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا"

(براہین احمدیہ ص۵۱۹ حاشیہ)

الغرض خدا نے حسب وعدہ مسیح کو اپنی طرف اٹھالیا اور کفار کے مکر کو انہی پر الٹ دیا۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جن کے متعلق مرزا صاحب کو بھی اقرار ہے کہ وہ بہ برکت دعائے نبوی صلعم قرآن سمجھنے میں اول نمبر پر تھے ایک روایت سے تفسیر معالم میں مرقوم ہے:۔

فَبَعَثَ اللّٰهُ جِبْرَائِيْلَ فَاَدْخَلَهٗ فِيْ خَوْخَةٍ فِيْ سَقْفِهَا رَوْزَنَةٌ فَرَفَعَهٗ اِلَى السَّمَاءِ مِنْ تِلْكَ الرَّوْزَنَةِ فَاَلْقَى اللّٰهُ شِبْهَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَتَلُوْهُ وَصَلَبُوْهُ۔ جب وہ شخص جو مسیح کو پکڑنے کیلئے گیا تھا مکان کے اندر پہنچا تو خدا نے جبرائیل کو بھیج کر مسیح کو آسمان پر اٹھالیا اور اسی بدبخت یہودی کو مسیح کی شکل پر بنا دیا پس یہود نے اسی کو قتل کیا اور صلیب پر چڑھایا۔ (جلد ۲ ص۲۳۸)

اسی روایت کو درمنثور میں عبد ابن حمید اور نسائی۔ و ابن مردویہ سے نقل کیا ہے۔ حافظ ابن کثیر اور علامہ سیوطی نے بھی اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ پھر اس کے قریب قریب امام ابن جریر نے جو حسب مرزا۔ نہایت معتبر ائمہ حدیث میں سے ہے۔ (چشمہ معرفت حاشیہ ص۲۵۰) بروایت اور عبد ابن حمید نے شہر بن حوشب سے زیر آیت وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ۔ نقل کیا ہے۔

اس روایت کے متعلق مسیح حیات کے بارے میں کرکے عقیدہ ، حضرت مرزا صاحب کی کتب سے یہ ہے ، وہ بعدیہ بدعتہ

انسان اتنا بھی نہیں جانتے کہ ہم یہ کہہ کر مرزا کے پاؤں میں پاؤں میں کلہاڑی مار رہے ہیں کیونکہ مرزا صاحب خود اقراری ہیں کہ نصاریٰ کے تمام فرقے مسیح کے صلیب پر مرنے اور تین دن تک مرے رہنے کے قائل ہیں۔ جیسا کہ ہم یہ قولِ مرزا درج کر آئے ہیں۔ اندریں صورت نصاریٰ کا یہ عقیدہ ہی نہیں کہ مسیح قبل از صلیب آسمان پر اٹھایا گیا تو یہ کیسے درست ہو سکتا ہے کہ ابن عباس رضؓ کی روایت ان کے خیال پر مبنی ہے:۔

"حضرت ابن عباسؓ بوجہ دعا نبوی قرآن کو سب سے اچھا سمجھتے تھے" (ازالہ)

اور مقدمہ تفسیر ابن کثیر میں ان کا بار بار آنحضرت ﷺ کو قرآن سنانا، اور مطالب و مضامین قرآن کا سمجھنا مذکور و موجود ہے اور یہ روایت قرآن کی کسی آیت یا آنحضرت ﷺ کی کسی حدیث کے خلاف بھی نہیں ہے۔ لہٰذا یقیناً یہ تعلیم نبوی ﷺ ہے اور فہم عطا ربی ہے، جو سراسر قرآن پاک کا موید اور خدا کی سنت وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ کا مثبت ہے۔ پس اس سے منہ پھیرنا اللہ تعالیٰ کی سنت مندرجہ قرآن (مسلمہ مرزا قادیانی) کو ملیامیٹ کرنے کے برابر ہے۔ وَمَا يَقُولُ بِهِ أَحَدٌ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ۔

رفع کے معنی | جب رَفَعَ يَرْفَعُ رَفْعًا فَهُوَ رَافِعٌ۔ میں سے کوئی بولا جائے جہاں اللہ تعالیٰ فاعل ہو، اور مفعول "جوہر" ہو "عرض" نہ ہو اور صلہ اِلیٰ مذکور ہو۔ اور مجرور اس کا ضمیر ہو اسم ظاہر نہ ہو اور وہ ضمیر فاعل کی طرف راجع ہو۔ وہاں سوائے آسمان پر اٹھانے کے دوسرے معنے ہوتے ہی نہیں:۔